دیواریں یا نوٹس بورڈ؟

میں نے پچھلے مضمون میں چوری اور غصب کی بعض ایسی صورتوں کی طرف توجہ دلائی تھی جنہیں عام طور سے گناہ نہیں سمجھا جاتا، اور وہ معاشرے میں عام ہو چکی ہیں، اس پر کسی کو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ جس معاشرے میں ریوالور اور کلاشنکوف کے زور پر جان، مال، آبرو، سبھی کچھ دن دہاڑے لوٹا جا رہا ہو، اور جہاں کیفیت یہ ہو کہ جس کسی کو عوامی دولت پر تھوڑا بہت اختیار مل جائے، اسکی پانچوں انگلی گھی میں ہوں، اور سر کڑھائی میں، وہاں ان چھوٹی موٹی چوریوں کا ذکر کہاں لے بیٹھے؟ بات تو بظاہر درست ہے کہ ایسے ماحول میں دیانت اور تقوی کی باریکیاں واقعی بے محل سی معلوم ہوتی ہیں، لیکن دراصل عربی زبان کی ایک کہاوت ہے کہ ,,بڑی برائی کا آغاز ہمیشہ کسی چھوٹی برائی سے ہوتا ہے،، چنانچہ لوٹ مار کی یہ گرما گرمی جس سے آج ہر شخص پریشان ہے، ایک دو دن میں یکا یک پیدا نہیں ہوگئی، یہاں تک پہنچتے پہنچتے ہمیں ایک عرصہ لگا ہے، اور ہوا یہ ہے کہ جب معاشرہ ایک زمانے تک چھوٹی موٹی چوریوں کو ہضم کرتا رہا، اور اس چھوٹی موٹی لوٹ مار نے عمومی شکل اختیار کر کے دوسروں کی جان و مال کا احترام دل سے اٹھا دیا، اور مالِ حرام سے گھن کرنے والی ذہنیت ختم کر دی تو ہر شخص کی لوٹ مار اس کے اپنے ظرف اپنے حالات اور اپنی استطاعت کے مطابق بڑھتی چلی گئی۔ جب مالِ حرام کے خلاف دل سے ہر اندرونی رکاوٹ ایک ایک کر کے دور ہو جائے تو جس شخص کے پاس کلاشنکوف ہو، یا جس کے ہاتھ میں

خزانے کی چابیاں ہوں، وہ سو دو سو روپے کی چوری پر کیوں بس کرے؟ لہٰذا اصل سوال چوری کی مقدار کا نہیں بلکہ وہ ذہنیت پیدا کرنے کا ہے، جو دوسرے کے مال پر ہاتھ ڈالنے کو اندر سے روک سکے، اور یہ ذہنیت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب انسان چھوٹی دست درازی سے بھی اسی طرح ڈرے جیسے ہاتھ میں انگارے لینے سے ڈرتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ماحول میں آج لوٹ مار اور چوری ڈاکہ خواہ کتنا عام ہو چکا ہو، لیکن ظاہر ہے کہ بھاری اکثریت اب بھی ایسے ہی لوگوں کی ہے جو چوری کے نام ہی سے نفرت کرتے ہیں، لہٰذا اس قسم کی بڑی بڑی چوریاں کرنے کا ان کے یہاں کوئی سوال ہی نہیں، تاہم بے توجہی یا غفلت کے عالم میں وہ بعض ایسے کاموں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جنہیں وہ چوری، غصب یا کسی بھی طرح کا گناہ نہیں سمجھتے، ان کو ایسے کاموں کی طرف متوجہ کرنا بے محل نہیں ہو سکتا، اس لئے میں نے پچھلے مضمون میں چند ایسے امور کی طرف توجہ دلائی تھی، اور آج ایسی ہی ایک اور بات پیش خدمت ہے۔

ہمارے معاشرے میں دیواروں پر اشتہارات نعرے اور اعلانات لکھنے یا چسپاں کرنے کا رواج اس قدر تشویش ناک حد تک بڑھ گیا ہے کہ اسے دیکھ کر شرم محسوس ہوتی ہے، میں نے دنیا کے تقریباً چالیس ملک دیکھے ہیں، لیکن برِصغیر کے سوا کہیں دیواری تحریروں کا یہ طوفان دیکھنے میں نہیں آیا جو ہمارے ملک میں تیزی سے بڑھتا ہی جا رہا ہے، ملک بھر میں شاید ہی کچھ خوش قسمت دیواریں ایسی ہوں جہاں کوئی نہ کوئی تحریر درج نہ ہو، ورنہ ملک بھر میں تقریباً ہر قابل ذکر دیوار پر کچھ نہ کچھ لکھا یا چپکا ہوا ضرور ملتا ہے، ڈاکٹروں اور حکیموں کے اشتہارات، سیاسی اور مذہبی جلسوں کے اعلانات، چندے اور قربانی کی کھالوں کی اپیلیں، سیاسی لیڈروں کی تعریف یا مذمت، انقلاب لانے کے پرجوش ارادے، انتخابی امیدواروں کی قابلیت اور خدمات کا تعارف، انتخابی منشوروں کے اہم نکات، سیاسی قائدین کے دعوے اور وعدے، حکومت اور مخالفین کو دھمکیاں، کارخانوں

اور محکموں میں ہونے والی زیادتیوں کے خلاف احتجاج، یہاں تک کہ ذاتی مخالفین کے خلاف گالی گفتار، غرض دنیا بھر کی باتیں دیواروں پر درج ہوتی ہیں، اور ایسا لگتا ہے کہ ملک کی دیواریں اپنے مکینوں کو تحفظ دینے کے لئے نہیں، بلکہ ,, آزادیٔ تحریر،، کا مظاہرہ کرنے کیلئے بنی ہیں، اور ہر دیوار ایک ایسا مفت نوٹس بورڈ ہے جس کے استعمال کی نہ کوئی فیس ہے، نہ اس کے لئے کسی اجازت کی ضرورت ہے، اور نہ اس پر سنسر کی کوئی پابندی ہے، بلکہ لوگوں کو صلائے عام ہے کہ وہ جب چاہیں، جو چاہیں اور جتنی بھدّی تحریر میں چاہیں، اس مفت نوٹس بورڈ پر اپنے جذبات کا اظہار کرنے کے لئے لکھ جائیں، اور کسی ہلدی پھٹکری کے بغیر اپنی پبلسٹی کو حیاتِ دوام عطا کردیں، کیونکہ جو بات اس نوٹس بورڈ پر لکھدی گئی، وہ ایسا ,, نوشتۂ دیوار،، بن گئی کہ وقت گذر جانے کے بعد بھی اسکی آب و تاب میں فرق نہیں آتا، چنانچہ الیکشن میں جن خادمانِ قوم کی ضمانتیں ضبط ہوئے بھی زمانہ گذر گیا، ان کے ,, واحد نمائندہ،، ہونے کی گواہی آج بھی دیواروں پر ثبت ہے، جن جلسوں کو حاضرین کی کمی کی وجہ سے خرد برد ہوئے بھی مدتیں بیت گئیں، ان کے ,, تاریخی اجتماع،، ہونے کی شہادت آج بھی "ریکارڈ" پر ہے، جو معالج حضرات اپنے اعمال کا حساب دینے کے لئے اللہ تعالی کے پاس پہنچ چکے، ان کی مسیحائی کا تذکرہ آج بھی زندہ و جاوید ہے، غرض اس نوٹس بورڈ پر لگے ہوئے اعلانات کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں، جب تک انکی تحریر اپنی عمر طبعی کو نہ پہنچ جائے یا دیوار کا مالک اس پر چونا سفیدی کرا کر کسی دوسرے اعلان کے لئے جگہ صاف نہ کردے وہ ہر دور میں تازہ اور سدا بہار رہتے ہیں۔

ایک مرتبہ مجھے ایک پرائیویٹ کالج میں ایک ضرورت سے جانا پڑا، وہاں ان دنوں یونین کے انتخابات ہو رہے تھے، میں نے دیکھا کہ کالج کی صرف چار دیواری ہی نہیں، مرکزی عمارت کا بیرونی حصہ بھی نعروں اور اشتہارات سے پٹا پڑا ہے، اور میں نے باقاعدہ جائزہ لے کر دیکھا تو اس عمارت میں کوئی ایک فٹ جگہ بھی ایسی نہ تھی جس پر کچھ نہ کچھ

لکھا ہوا نہ ہو، اور بلا مبالغہ اس درسگاہ کی بلڈنگ باہر سے بے بسی کے عالم میں ایسی لگ رہی تھی جیسے کسی غذا پر مکھیاں چمٹ گئی ہوں، اور انہوں نے اسکی شکل تک چھپادی ہو۔

دیواری تحریروں کے اس اندھادھند استعمال سے پوری قوم کی تہذیب اور شائستگی کے بارے میں جو برا اثر قائم ہوتا ہے، وہ تو اپنی جگہ ہے ہی، لیکن اس بات کا احساس بہت کم لوگوں کو ہے کہ یہ عمل دینی اعتبار سے ایک بڑا گناہ بھی ہے، جو چوری کے گناہ میں داخل ہے، ظاہر ہے کہ اکثر و بیشتر یہ تحریریں ایسی دیواروں پر لکھی جاتی ہیں جو لکھنے والے کی ملکیت میں نہیں ہوتیں، اور نہ دیوار کا مالک اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ اسکی عمارت پر یہ میناکاری کی جائے، لہذا عموماً یہ تحریریں مالک کی مرضی کے بغیر، بلکہ اسکی شدید ناراضی کے باوجود لکھی جاتی ہیں، اور اس طرح دوسرے کی ملکیت کو ناجائز طور پر اپنے کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، میں پچھلے مضمون میں آنحضرت ﷺ کے وہ ارشادات لکھ چکا ہوں جن میں آپ ﷺ نے دوسرے کی چیز کو اسکی خوش دلی کے بغیر استعمال کرنے کی سخت ممانعت فرمائی ہے، اور اس کو حرام قرار دیا ہے، لیکن چونکہ دین کو ہم نے صرف نماز روزے کی حد تک محدود کر کے رکھدیا ہے، اس لئے یہ کام کرتے وقت ہمیں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں؟ جن گناہوں کا معاملہ براہ راست اللہ تعالیٰ اور بندے کے باہمی تعلق سے ہے، اور اس میں کسی دوسرے کے حق کا مسئلہ پیدا نہیں ہوتا، ان کا حال تو یہ ہے کہ جب کبھی انسان کو ندامت ہو، اور سچی توبہ کی توفیق ہو جائے، وہ معاف ہو جاتے ہیں، لیکن جن گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہے، اور ان کے ذریعے کسی بندے کا حق پامال کیا گیا ہے، وہ صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے، جب تک متعلقہ حق دار معاف نہ کرے۔ لہذا ہم اعلان و اشتہار کے جوش میں جن جن اللہ کے بندوں کا حق پامال کر کے انکی املاک میں ناجائز تصرف کرتے ہیں، جب تک وہ سب معاف نہ کریں، اس گناہ کی معافی ممکن نہیں۔

جو حکم دیواروں پر تحریریں لکھنے کا ہے، وہی پوسٹر چپکانے کا بھی ہے، اگر قرائن سے اندازہ ہو کہ دیوار کا مالک اپنی دیوار پر پوسٹر چسپاں کرنے کو پسند نہیں کریگا تو اس دیوار پر

اشتہار لگانا بھی شرعاً جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی جگہ اعلانات اور اشتہارات ہی کے لئے مخصوص ہے، جیسے مساجد میں یا بعض عوامی مقامات پر اسکا انتظام کیا جاتا ہے، یا کسی دیوار کے مالک سے اجازت لے لی گئی ہے، یا اس بات کا یقین ہے کہ وہ پوسٹر چسپاں کرنے کی بخوشی اجازت دیدے گا تو بیشک بات دوسری ہے۔

حدیث کی کتابوں میں یہ واقعہ مشہور و معروف ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کو شہر میں چلتے ہوئے تیمّم کرنے کی ضرورت پیش آگئی، آپ ﷺ نے ایک قریبی دیوار پر جاکر تیمّم فرمایا، اس واقعے پر بحث کرتے ہوئے علماء و فقہاء نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ آپ ﷺ نے کسی دوسرے شخص کی دیوار سے تیمّم کیسے فرمالیا؟ پھر اس کا جواب دیا ہے کہ تیمّم کرنے سے دیوار کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا، اور یہ بات واضح تھی کہ کوئی بھی شخص اپنی دیوار سے تیمّم کرنے کو منع نہیں کرسکتا۔ اس لئے آپ ﷺ نے اجازت لینے کی ضرورت نہیں سمجھی، یہ جواب تو اپنی جگہ ہے، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب تیمّم جیسے بے ضرر کام کے بارے میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے تو دیواروں کو جان بوجھ کر خراب کرنے کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

یہ شبہ نہ ہونا چاہئے کہ معاشرے میں ان دیواری تحریروں کا اتنا رواجِ عام اور لوگوں کا اس سے منع نہ کرنا اس بات کی علامت ہے کہ لوگ اپنی دیواروں کے اس استعمال پر راضی ہوگئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ لوگ راضی نہیں، بے بس ہیں، ہمارے ایک دوست نے اپنے مکان کی چار دیواری پر تازہ تازہ رنگ کرایا تو کچھ صاحبان اس نادر موقع سے فائدہ اٹھانے کیلئے اسی دن پہنچ گئے، اور اس صاف شفاف دیوار پر اپنی خوشنویسی کا مظاہرہ شروع کردیا، ہمارے دوست نے ان سے التجا کی کہ یہ دیوار آج ہی سفیدی ہوکر تیار ہوئی ہے، کم از کم کچھ دن کے لئے اسے معاف کردیں، لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ گھر میں پتھر آنے شروع ہوگئے، (غنیمت ہو کہ گولیاں نہیں آئیں) انہوں نے سوچا کہ گھر والوں کے زخمی ہونے اور شیشوں کے ٹوٹنے سے بہتر ہے، کہ دیوار کی بدزیبی گوارا کرلی جائے، چنانچہ وہ

چپ ہو کر بیٹھ گئے، اور ,,نوشتہ دیوار،، پڑھ لیا۔

ظاہر ہے کہ اگر ان حالات میں لوگ چپ رہیں تو ان کی خاموشی کو رضامندی سمجھنا ان پر دوھرا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

ان گذارشات کا مقصد، خدا نہ کرے، کسی کی دلآزاری نہیں، نہ صرف تنقید برائے تنقید پیش نظر ہے، مقصد صرف یہ ہے کہ معاشرے میں کسی غلط کام کے رواج پا جانے سے بعض اوقات اس کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہیں ہوتی، اور لوگ ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی وہ غلطی کرتے چلے جاتے ہیں، ہم دن رات نہ جانے اس طرح کی کتنی غلطیاں کرتے ہیں، لیکن جب کبھی از خود یا کسی کے توجہ دلانے سے ایک مرتبہ توجہ ہو جاتی ہے تو پھر اس غلطی پر اصرار نہیں ہونا چاہئے، مجھے امید بلکہ یقین ہے کہ بہت سے حضرات صرف اس لئے دیواروں پر لکھنے میں کوئی عیب محسوس نہیں کرتے کہ انہیں اس کے گناہ ہونے کا علم نہیں، یا اسکی طرف دھیان نہیں ہوا، اگر ان کو توجہ ہو جائیگی تو وہ یقیناً یہ عمل ترک کر دیں گے، اور خود میرے علم میں ایسی مثالیں ہیں کہ لوگ ایک مدت تک عام رواج کی وجہ سے یہ کام کرتے رہے، لیکن توجہ ہو جانے کے بعد انہوں نے پبلسٹی کا یہ طریقہ چھوڑ دیا، اور اسکی وجہ سے اپنے نقصان کی بھی پروا نہیں کی، خدا کرے کہ ہمارے معاشرے میں یہ روایت قائم ہو، فروغ پائے اور ترقی کرے اور ہم اپنے دین کی ان سنہری تعلیمات کے ذریعے ایک پاکیزہ اور صاف ستھرا ماحول پیدا کرنے کی لگن پیدا کر سکیں، جب ضمیر کے تقاضے سے بے قاعدگیاں کم ہونگی تو جو لوگ دھونس دھاندلی سے بے قاعدگیاں کرتے ہیں انشاء اللہ انہیں لگام دینے کا راستہ بھی نکلے گا۔

۲۴/ ذوالحجہ ۱۴۱۴ھ

۵/ جون ۱۹۹۴ء